



سیدالشعراء محدثِ اعظم ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی کا

”قصیدۃ معراج“

(ایک جائزہ)

از قلم: ڈاکٹر محمد حسین مٹا ہد رضوی

----- آن لائن اشاعت برائے -----

برکات لائبریری

www.barkaatalibrary.blogspot.in

سید الشعراء محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی کچھو چھوی کا ”قصیدہ معراج“

قصیدے کی ابتدا عربی شاعری سے ہوئی۔ عربی سے یہ صنفِ سخن فارسی شاعری میں پہنچی اور فارسی کے اثر سے اردو شاعری میں اس صنفِ سخن کو فروغ حاصل ہوا۔ قصیدہ ایک ”موضوعی صنفِ سخن“ ہے۔ جس میں کسی کی مدح یا جھوکی جاتی ہے لیکن زیادہ تر قصائد مدح و توصیف ہی کی غرض سے لکھے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ مناظرِ قدرت، پند و نصائح، معاشی بد حالی اور سیاسی انتشار وغیرہ جیسے موضوعات بھی قصیدے میں بیان کیے جاتے ہیں، قصیدے کے اجزائے ترکیبی یہ ہیں۔

(1) تشبیب (2) گریز (3) مدح (4) دعایا حُسن طلب۔

پہلا شعر قصیدے کا مطلع کہلاتا ہے یہاں سے قصیدے کا پہلا جز تشبیب شروع ہوتا ہے۔ اس میں شاعر اپنے تعلق سے فخر و امتنان پر مشتمل اشعار کہتا ہے۔ دوسرا جز گریز جیسا کہ نام سے ظاہر ہے شاعر اپنی تعریف ترک کر کے ممدوح کی مدح و توصیف کی سمت رجوع کرتا ہے۔ اس کے بعد مدح کا مرحلہ آتا ہے جو تشبیب سے طویل تر ہوتا ہے اگرچہ ذوق و غالب کے قصیدوں میں مدح کے اشعار کم تعداد میں ملتے ہیں۔ حُسن طلب اس کے بعد کی منزل ہے جس میں قصیدہ خواں اپنے ممدوح کی جانب سے لطف و اکرام کی توقع ظاہر کرتا ہے، پھر ممدوح کے لیے دعا پر قصیدہ ختم ہو جاتا ہے۔ جس قصیدے میں اس کے تمام اجزائے ترکیبی موجود ہوں اور جس میں راست ممدوح سے خطاب کیا گیا ہو اسے ”خطابہ قصیدہ“ کہتے ہیں۔ قصیدے میں یوں تو صرف مدح خوانی مقصود ہوتی ہے لیکن اکثر قصائد میں ہجویہ، واعظانہ، اور دوسرے بیانیہ مضامین بھی نظم کیے گئے ملتے ہیں۔ اس اعتبار سے انھیں ”مدحیہ، ہجویہ، واعظانہ“ وغیرہ بھی کہا جاتا ہے۔ اردو میں سودا، انشاء، ذوق اور غالب کے قصائد معروف ہیں۔ مدح و توصیف کے مقصد سے بعض شعرا نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم، اور دیگر اکابر دین کے بھی قصیدے لکھے ہیں جن میں مومن، محسن کا کوروی، رضا بریلوی، عبدالعزیز خالد اور بہت سے دوسرے نئے شعرا کے نام آتے ہیں۔

نعتیہ قصیدہ گوئی کے میدان میں باکمال نام حضرت محسن کا کوروی کا ہے۔ جن کا شناخت نامہ ہی ”نعتیہ قصیدہ“ بن چکا ہے۔ اُن کے نعتیہ قصائد ”مدح خیر المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم“۔ ”گلدستہ رحمت“۔ ”ابیات نعت“۔ ”نظم دل افروز“ اور ”انہیں آخرت اپنی منفرد تشبیب، حُسن شعری، شوکتِ ادا، طرزِ اظہار اور جدت طرازی کی حسین مثالیں ہیں۔ علاوہ ازیں نعتیہ قصیدہ گوئی کے

میدان کا ایک روشن نام امام نعت گو یاں امام احمد رضا قادری برکاتی بریلوی کا بھی ہے۔ آپ کے نعتیہ قصائد کی تشابہ مکمل نعتیہ رنگ و آہنگ میں ڈھلی ہوئی ہیں۔ آپ کا ”قصیدہ معراجیہ“ مضامین کی وسعت، خیالات کے تقدس سے آراستہ اور شعری وقتی محاسن سے لبریز ایک ایسے منفرد طرز بیان سے سجا سنورا ہے جسے جدت و جدیدیت کی ایک اعلیٰ مثال کہنا بے جا نہ ہوگا۔ مخدوم الملت حضور محدث اعظم ہند علیہ الرحمہ نے لکھنؤ کے سرآمد شعرا کی محفل میں جب اس قصیدے کو اپنے مخصوص انداز میں گنگنا یا تو ان شعرا نے کہا کہ اس قصیدے کی زبان تو کوثر و تسنیم میں ڈھلی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ نعتیہ قصیدہ نگاری کی یہ پاکیزہ روش آگے بڑھتے ہوئے میدان شعر و ادب میں نئی نئی فصل بہاری لہلہا رہی ہے۔

اس مضمون میں سید الشعراء مخدوم الملت محدث اعظم ہند حضرت علامہ مولانا ابوالحاجہ سید محمد اشرفی جیلانی سید کچھو چھوی قدس سرہ کے مرقومہ شاہ کار ”قصیدہ معراج“ پر کچھ خامہ فرسائی مقصود ہے۔ حضور محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی کچھو چھوی علیہ الرحمہ دل دردمند رکھنے والے، ملت کے سچے بہی خواہ و ہمدرد اور تحریک آفریں قائد تھے۔ حق پسند و حق جو اور حق شناس طبیعت کے حامل حضرت سید محمد اشرفی کچھو چھوی بہ یک وقت کئی خوبیوں اور محاسن کا حسین سنگم تھے۔ محدث و مفسر، مترجم و شارح، مفکر و مدبر، خطیب و ادیب، بے باک صحافی اور بلند پایہ شاعر بھی تھے۔ کردار و گفتار میں آپ اپنے اسلاف کے پرتوتھے۔ سیاسیات اور سماجیات کا بھی گہرا شعور رکھتے تھے۔ شریعت و طریقت اور تصوف و معرفت کے بھی کوہ گراں تھے۔ امام احمد رضا محدث بریلوی (م ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) کے چمنستان علمی کے اک خوشہ چین اور آپ کے شاگرد رشید اور خلیفہ اجل تھے۔

حضرت محدث اعظم ہند درس و تدریس، خطابت و نظامت اور تبلیغ و ارشاد کے ساتھ ساتھ میدان شعر و ادب کے بھی شہ سوار تھے۔ آپ کے والد حکیم سید نذر اشرف بھی ایک عمدہ شاعر تھے۔ حضرت محدث اعظم ہند کو شاعری ورثے میں ملی، بچپن ہی سے شعر و سخن سے لگا اور شغف تھا۔ گھریلو ماحول کی برکتیں اس پر مستزاد..... آپ کا قلم نثر و نظم دونوں ہی میں یکساں چلتا تھا۔ کئی نثری کتابیں آپ کی علمی یادگاریں ہیں۔ آپ نے بہاریہ شاعری بھی کی اور تقدیسی شاعری بھی..... حمد و نعت، مناقب و سلام اور غزلیات و رباعیات پر مشتمل آپ کا خوب صورت اور دلکش دیوان ”فرش پر عرش“ کے نام سے رضوی کتاب گھر دہلی سے شائع ہو کر داد و تحسین کی خراج وصول کر چکا ہے۔

آپ کے خامہ مُشک بار نے کئی نعتیہ قصیدے بھی قلم بند کیے۔ جس میں ایک معرکہ آرا قصیدہ ”قصیدہ معراج“ ہے جو پہلی بار ۱۹۵۶ء میں شائع ہوا۔ حضور محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی کی شعری کائنات میں آپ کے مرقومہ ”قصیدہ معراج“ کو ان کے کلام میں ایک شاہ کار کلام قرار دیا جاسکتا ہے۔ یہ قصیدہ ”گل زارِ ادب کچھوچھو“ کی جانب سے دیئے گئے طرہی مصرع ”شب معراج محبوب خدا ہے“ پر ۱۹۵۶ء میں منعقدہ ایک مشاعرے کے لیے آپ نے تحریر فرمایا تھا۔ ۵۲ اشعار کو محیط اس طویل قصیدے میں تین تشابیب ہیں:

(۱) تشبیبِ اوّل ”نیچرل سیری“ کے عنوان سے موسوم ”معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ کے بیان پر مشتمل ہے۔ مسلسل چھیاسٹھ/۶۶ اشعار میں شبِ اسرا کے دولہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ معراج اور شبِ معراج آسمان سے کعبۃ اللہ میں فرشتوں کی آمد آمد، فرشتوں کے جھرمٹ میں معراج کے دولہا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارات کے مناظر اور اسی سے مربوط دیگر واقعات اسرا و معراج کو حضرت سید محمد اشرفی کچھوچھوی کے زرنگار قلم نے بڑے سہل اور آسان پیرایہ بیان میں پیش کیا ہے۔ اس تشبیب میں مناظرِ فطرت کی عکاسی کا گہرا چاؤ پایا جاتا ہے۔ جس کا آغاز یوں ہوتا ہے۔

یہ کیسی موج میں بادِ صبا ہے خمار آلود جھونکوں میں ہوا ہے
یہ کیوں اب بہاری چھا گیا ہے کہ جو ہے مست ہے آخر یہ کیا

ہے

یہ رنگیں گل ہیں کیوں شبنم بداماں نگار ہیں جام، صہبا سے بھرا ہے
سجا گل ہائے رنگیں سے ہے کہسار سمندر کیف میں ڈوبا ہوا ہے
کچھ ایسا مست ہے جوے کہ ہر ہر موج میں نغمہ رچا ہے

خراماں

بلا کی سلاست و روانی اور ترنم و نغمگی سے معمور، منظر کشی کا حُسن سمیٹے ہوئے تشبیبِ اوّل کے یہ اشعار کیف آگین جذبات سے ہمکنار کرتے ہیں۔ فارسی کے ساتھ آسان اور سہل لفظیات کے انسلاک نے اس قصیدے کو سہلِ منتع کا اعلیٰ ترین نمونہ بنا دیا ہے۔ جس کو کم تعلیم یافتہ طبقہ اور معمولی علم رکھنے والے افراد بھی مزے لے لے کر پڑھ اور باسانی سمجھ سکتے ہیں۔

خزاں پھولوں کی چادر میں ہے سوئی ابد تک اب بہارِ جاں فزا ہے

نہ سورج ہے نہ سورج کی ہے گرمی جہاں سے بادِ صرصر تک ہوا ہے
 سروں پر شامیانہ بادلوں کا توئے، فرشِ زمیں پر زیرِ پا ہے
 حضورِ محدثِ اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی نے اپنے اس شاہ کارِ قصیدے کی تشبیہِ اول
 میں جہاں منظر کشی کے جلوے اور تصویریت کے جمال کی گہری عکاسی کی ہے وہیں آپ نے عشق و
 محبت اور خیریات کے موضوع کو بھی بڑی چابکدستی سے برتا ہے۔ مے وحدت کے نشے میں سرشار
 اور تصوف و معرفت کے دُر شاہوار سید محمد اشرفی کچھوچھوی کے قلم نے عشق و محبت اور مے اور مے
 خانے کا جو تصور پیش کیا ہے وہ مستحکم اور توانا ہونے کے ساتھ ساتھ طہارت و پاکیزگی کا آئینہ دار بھی

ہے

کسی کی مے کدہ بردوش نظریں کوئی بھر بھر کے ساغر پی رہا ہے
 سروں پر شامیانہ بادلوں کا توئے، فرشِ زمیں پر زیرِ پا ہے
 اگر وہ مے نہیں مے نوش ہوگا فرازِ کوہ سے جو گر رہا ہے
 یہ وہ مے ہے جسے دن رات پینا روا ہے ہاں روا ہے ہاں روا ہے
 یہی وہ کیف ہے جس کا ازل سے تمنائی ہے ہمارا اتقا ہے
 جنید و شبلی و عطار ہیں مست یہ مے ہے، جو حیاتِ اولیا ہے
 ادھر دیکھو تو جلوہ ریز ہے حُسن ادھر دیکھو تو نغمہ عشق کا ہے
 سراپا عشق ہے ہر جلوہ حُسن و فورِ عشق میں حُسن آگیا ہے

مزید سید محمد اشرفی کچھوچھوی کا خامہ زرنگار نیچرل سینری کو بروے کار لاتے ہوئے شگفتگی و
 شیفنگی کے ساتھ شبِ معراج؛۔ حرم، اقصیٰ، مقامِ ابراہیم، چاہ زمزم، آغوشِ حطیم، بابِ امّ ہانی،
 زمیں سے آسمان تک قدسیوں کی قطاریں، براقِ برقی دم، ملائکہ اربعہ حضرات میکائیل، اسرافیل،
 عزرائیل، جبرئیل علیہم السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے شبِ اسرا کے دولہا مصطفیٰ جانِ رحمت کی
 قدسیوں کے جھرمٹ میں بارات کا بیان جس حُسن ادا اور شوکتِ ادا سے کیا ہے وہ آپ کے ایک
 قادر الکلام شاعر ہونے پر دلالت تو کرتا ہی ہے ساتھ ہی ساتھ آپ کے ایک سچے عاشق
 رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہونے کا اعلانیہ بھی ہے، روح و قلب کو وجد آفریں جذبات سے سرشار کرنے

والے ذیل کے اشعار نشانِ خاطر فرمائیں ۔

صلاے عام ہے سارے جہاں میں
حرم کے گوشہ گوشہ میں چراغاں
مقام ، اللہ رے! شانِ خلیلی
کس آب و تاب سے زمزم کا پانی
تو آغوشِ حطیمِ پاک میں وہ
وہ بارونق ہے بابِ اُمّ ہانی
زمین سے آسمان تک قدسیوں کا
یہ کس دولہا کی ہے بارات آئی
یہاں سے لامکاں تک نور ہی نور
کھلا لو اب تو بابِ اُمّ ہانی
چلے آتے ہیں پیچھے پیچھے جبریل
ادب سے جس نے پوچھا ان سے
جا کر

بتایا اس کو یہ روح الامیں نے شہِ معراجِ محبوبِ خدا ہے

(۲) تشبیہِ دوم ”تاریخی و علمی“ کے عنوان سے موسوم ہے۔ جس میں تاریخ و سیرت کے حوالے سے بعثتِ مبارکہ سے قبل عرب کی حالتِ زار کا نقشہ کھینچا ہے۔ کفار و مشرکین کی جانب سے نبی کریم روف و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کو طرح طرح سے آزار پہنچانے اور حق کی آواز کو دبانے کا بیان کرتے ہوئے نبی کریم داعی حق و صداقت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوتی کامیابی و کامرانی کا شعری اظہار چار سو تینتیس / ۴۳۳ اشعار کو محیط اس تشبیہ میں کیا گیا ہے۔ تشبیہِ دوم کا آغاز یوں ہوتا ہے کہ ۔

یہ تیرہ سو برس کا واقعہ ہے زبانِ وحی ، سے جس کو سنا ہے
ابھی اسلام کی بس ابتدا ہے خدا کا گھرا بھی تک بت کدہ ہے

بہت کم ہیں سعادت مند روچیں جہاں پر کفر کی کالی گھٹا ہے
پیامِ امن پر سارے عرب میں لگی ہے آگ اک فتنہ بپا ہے
جو اُن میں نو جواں ہے وہ ہے شیطان جواں جو ہے درندہ ہے بلا ہے
ضعیف العمر گرگ بارانِ دیدہ ہر اک بچہ جہالت کا جنّا ہے

تدبیر منزل، تہذیبِ اخلاق اور سیاستِ مدن سے عاری، بیت اللہ شریف میں بت رکھنے والے عرب کے اس معاشرے میں اللہ جل شانہ اپنی شانِ کریبی سے رحمت کا نزول فرماتے ہوئے نبی کریم روف و رحیم ﷺ کو مبعوث کرتا ہے۔ جب رحمۃ للعالمین ﷺ نے کوہِ فاراں سے اسلام و ایمان کی دعوت دی تو بہت کم سعید روحوں نے آپ کی دعوت کو قبول کیا۔ جب کہ جن لوگوں نے انکار کیا وہ خاموش نہ بیٹھے بلکہ ضد، ہٹ دھرمی اور انانیت کے خول میں مقید بتوں کی پرستش کرنے والے مکہ کے کفار و مشرکین نے آقا کے کائناتِ ﷺ کو طرح طرح سے ستایا لیکن رحمۃ للعالمین ﷺ نے ان کے لیے دعاے ہدایت فرمائی۔ محدثِ اعظم ہند حضرت سید محمد اشرفی کچھوچھوی نے تشبیہ دوم میں ”تاریخی و علمی“ اعتبار سے نبی کریم ﷺ کی مختصر اور جامع منظوم سیرت بیان کر دی ہے۔ جس کی زیریں رُو میں شعری وقتی محاسن کی رنگارنگی کے ساتھ ساتھ آپ کی نبی کریم ﷺ سے محتاط محبت و وافر تگی کا خوب صورت اظہار یہ مکمل طور پر دکھائی دیتا ہے، اس تشبیہ کے چند منتخب اشعار نشانِ خاطر فرمائیں۔

مگر اُس کی کریبی پر تصدق بجائے قہر، رحمت کر رہا ہے
رسولِ ہاشمی محبوبِ داور قدم اُن کا عرب میں آگیا ہے
جو اُن میں عقل ہوتی، دیکھتے ہم کہ ہر ہر فرد، آقا پر فدا ہے
مگر اُلٹی سمجھ پر لاکھ لعنت عنادِ حق ہر اک کا مشغلہ ہے
وہ اپنی آنکھ سے یہ دیکھتے تھے مدد پر حق کے خود دستِ خدا ہے
کہیں ڈوبا ہوا سورج پلٹ آئے کہیں شق القمر کا معجزہ ہے

اس کے بعد شبِ اسرا کے دولہا ﷺ کے کئی معجزات کو نظم کرنے کے بعد عرب کے کفار و

مشرکین کے پیہم انکار کا ذکر کرتے ہوئے حضرت سید محمد اشرفی کچھوچھوی نے نبی کریم ﷺ پر کیے گئے مظالم اور تشدد کا درد انگیز بیان کیا ہے جو ہمیں بھی کر بیہ آہنگ سے ہمکنار کر دیتا ہے ۔

مگر اللہ رے! ضد و شرارت عرب سب دیکھ کر اندھا بنا ہے
تشدد پر اتر آیا ہے کوئی کوئی کتیا دیوں میں مبتلا ہے
خدا کا نام مٹ جائے جہاں سے یہی ہر ایک کا اک مدعا ہے

کفار و مشرکین کی جانب سے نبی پاک ﷺ کو طرح طرح سے ستانے کا یہ سلسلہ جاری ہی تھا کہ ابلیس لعین شیخ نجدی کی صورت میں چھبیس رجب المرجب کو آیا اور دشمنان اسلام کو یہ ناپاک مشورہ دیا کہ شمع رسالت (ﷺ) کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے گل کر دینے میں ہی لات و منات اور تہل و عزی کی بقا ہے، ورنہ اسلام کے سیل رواں کو روکنا کسی کے بس میں نہ ہوگا۔ ادھر دارالندوہ میں رحمۃ اللعالمین ﷺ کو معاذ اللہ قتل کرنے کا ناپاک منصوبہ کیا گیا تو ادھر عرش معلیٰ پر آپ ﷺ کی رفعت و منزلت کو دنیا والوں کے سامنے مزید دکھانے کے لیے معراج کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی کا حسن تخیل اور آپ کی شعری پرواز جس سہل اور اچھوتے انداز میں واقعہ معراج کا بیان کرتی ہے دل سے بے ساختہ سبحان اللہ کی داد نکلتے لگتی ہے ۔

رجب کی آگئی چھبیسویں آج گلی میں مکہ کے اک جگھٹا ہے
خدا کا نام مٹ جائے جہاں سے یہی ہر ایک کا اک مدعا ہے
کسی تدبیر سے اسلام مٹ جائے یہی ندوہ میں ہر اک سوچتا ہے
کہا یہ شیخ نجدی نے کہ بس ایک ہمارا اور تمہارا مدعا ہے
کہ کردو ختم تم ختم الرسل کو تو بس اسلام کا بھی خاتمہ ہے
یہاں کفار میں ہوتا ہے یہ طے وہاں عرش معلیٰ ہل رہا ہے
یہ ہے موسیٰ، ید عیسیٰ نہ داؤد مرا پیارا محمد مصطفیٰ ہے
سنو جبریل! سدرہ چھوڑ دو تم کہ وقت کارِ سرکار آگیا ہے
مرے محبوب سے جا کر یہ کہہ دو بلاتا عرش پر تم کو خدا ہے

سواری کو بُراقِ برق رفتار
وہ لینا جس میں کو میں نے چُن رکھا
ہے
لباسِ نور لے کر ساتھ جانا
ازل میں منتخب جو ہو چکا ہے
بجھاد و مشعلِ خورشید فوراً
کہ اس دم اوج پر شمسِ الضحیٰ ہے
گھٹا کر چاند بادل میں چھپادو
کہو بدرالدجی صلِ علیٰ ہے
بدن پر خلد کا نورانی خلہ
کمر کا پٹکا اک نوری ردا ہے
ہیں زلفیں لیلۃ القدر اور واللیل
تو رخ و الشمس و الفجر وضحیٰ ہے
خدا کا نور ہے نوڑ علیٰ نور
تجلی ہے ظہورِ پُر ضیا ہے
اسی حالت میں آئے آپ کعبہ
ہے سرسجدہ میں اور لب پر دعا ہے

بعد ازاں سید الشعراء سید محمد اشرفی کچھوچھوی نے شبِ اسرا و معراج کے دو لہا صلی اللہ علیہ وسلم کے مکمل سفر اسرا و معراج کا خوب صورت منظوم نقشہ کھینچا ہے۔ جس میں جذبات کی صداقت، خیالات کا تقدس، تشبیہات و استعارات، زبان و بیان کی شیرینی، الفاظ کی جدت و ندرت، صنائع کے نجوم اور بدائع کے مہر و ماہ چمکتے چمکتے دکھائی دیتے ہیں۔ ۴۳۳ اشعار پر پھیلی ہوئی تشبیہ دوم میں آپ نے واقعہ معراج کے منکرین کا ردِ بلیغ بھی فرمایا ہے۔ محدث اعظم ہند سید محمد کچھوچھوی نے اس مقام پر اپنے تبحر علمی اور فکری بصیرت کو بروئے کار لاتے ہوئے معترضین کے بے جا اعتراضات کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیئے ہیں۔ تشبیہ دوم کا یہ حصہ ہر اعتبار سے لائق تحسین اور قابلِ مطالعہ ہے۔

(۳) تشبیہ سوم ”تمہید ذکر میلاد شریف“ عنوان سے موسوم ہے۔ جس میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا محبت آمیز بیان کیا ہے۔ اسی سے منسلک آخر میں سلام بہ حضور خیر الانام صلی اللہ علیہ وسلم بھی پیش کیا گیا ہے۔ یہ تشبیہ اٹھائیس / ۲۸ اشعار کو محیط ہے۔ اس طرح یہ قصیدہ پانچ سو ستائیس / ۵۲۷ اشعار پر پھیلا ہوا ہے۔ سید الشعراء سید محمد اشرفی کچھوچھوی کے ”قصیدہ معراج“ کی مرقومہ ”تمہید ذکر میلاد شریف“ سے موسوم یہ تشبیہ سوم؛ قصیدے کی تشبیہ دوم کے مضامین سے ہمراہ ہے۔ یہ قول ڈاکٹر فرحت علی صدیقی مرحوم:

”یہ حقیقت معراج کی وضاحت کرنے والا ایک ایسا شعری اظہار ہے کہ اس میں معترضین کے بے جا خدشات اور منکرین معراج کے بے وجہ اعتراضات کے بھی جوابات دیئے گئے ہیں۔ جس کے توسط سے معراج میں وقوع پذیر ہونے والے کئی امور کا خلاصہ ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ بعض عقل سے عاری اور مادی نظریات کے حامل لوگ کہا کرتے ہیں کہ جسم کثیف ہے، کثیف شے اوپر کیسے جاسکتی ہے؟ حضرت سید محمد کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے ”معراج نامہ“ کے شعری اسلوب میں بڑی روانی، برجستگی کے ساتھ والہانہ طرز اظہار سے اس خام خیالی کا پردہ۔۔۔ چاک کیا ہے“۔ اس قصیدے کی تشبیہ سوم کا آغاز منکرین معراج کے بے جا اعتراضات کے عقلی و نقلی دلائل و براہین سے مزین جوابات کے بعد یوں ہوتا ہے۔

بیاباں اوپر یہ جو کچھ ہو چکا ہے	کوئی ”قصہ“ نہیں ہے ”واقعہ“ ہے
نہیں معراج میں حیرت کا موقع	کہ مرکز اپنی ہر شے کھینچتا ہے
کوئی ڈھیلا اٹھا کر اونچا پھینکو	تو دیکھو گے زمیں پر گر پڑا ہے
جھکاؤ جس طرف شعلہ کو چاہو	مگر پاؤ گے اوپر جا رہا ہے
ہر اک شے اپنے مرکز کو ہے جاتی	کشش کا مسئلہ مانا ہوا ہے
گیا نورِ خدا گر عالم نور	تو حیرت کیا ہے استعجاب کیا ہے
تعب ہے، تو اس پر ہے کہ وہ نور	زمیں پر کس طرح پیدا ہوا ہے
بد قدرت کی ہے تحریکِ قسریٰ	کہ نور اللہ ہم میں آ گیا ہے
تن بے سایہ کا سایہ نہ ہونا	اُسی نورانیت کا معجزہ ہے

دیگر معراج ناموں کے برعکس محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی کے اس قصیدے میں ”معراج النبی ﷺ“ کے ذکرِ جمیل کے ساتھ ساتھ ”میلاد النبی ﷺ“ کا محبت آمیز تذکرہ اہل سنت و جماعت کی شہرہ آفاق خوش عقیدگی کی روشن عکاسی کرتا ہے۔ ”میلاد النبی ﷺ“ کا ذکر خیر دنیا بھر کے خوش عقیدہ مسلمانوں کے روح کی غذا ہے۔ لہذا نبی کریم ﷺ کے عاشق صادق سید الشعراء محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی کے فکر و قلم سے ذکرِ میلاد کی خوشبوئیں پھوٹنا ایک فطری عمل ہے؛ فرماتے ہیں۔

بیاباں معراج کا میں کر رہا تھا
زباں پر نامِ میلاد آ گیا ہے

یہ ہے وہ ذکر جس میں یہ طریقہ مسلمانان عالم کا رہا ہے
سنا میلاد کو جس دم تو ہر اک پے تعظیم دیکھو گے کھڑا ہے
جو ہیں منکر، عقیدے سے اب ان کو انھیں اسلام سے کیا واسطہ ہے
بحمد اللہ! تم ہو اہل سنت تمہارا دین عز مصطفیٰ ہے

بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں سلام باقیام اہل سنت و جماعت کی شہرہ آفاق روایت کا نام ہے۔ سید الشعراء محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی کے اس شاہ کار ”قصیدہ معراجیہ“ کا اختتام سلام باقیام پر ہوتا ہے۔ ۲۸ اشعار کو محیط تشبیب سوم میں ۶ بند سلام پر مبنی ہیں۔ ۴/۴ مصرعوں پر مشتمل ان بندوں کے بعد ”یا نبی سلام علیک“ کی تکرار نے عقیدت و محبت کے حُسن کو دوبالا کر دیا ہے۔

تخت والے تاج والے حکم والے راج والے
بیکس و محتاج والے اے مرے معراج والے

یَا نَبِیِّ سَلَامٍ عَلَیْکَ

اے مدینہ کے بسا لامکاں کے تم جو یا
ہے بھنور میں موری نیا کون ہے تم بن کھویا

یَا نَبِیِّ سَلَامٍ عَلَیْکَ

تم ہو بحر و بر کے آقا خشک کے ہر تر کے آقا
کہتر و مہتر کے آقا سپد مضطر کے آقا

یَا نَبِیِّ سَلَامٍ عَلَیْکَ

حضور محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی کے خامہ مُشک بار سے نکلا ہوا یہ قصیدہ سلاست و روانی، جدت و ندرت، حُسن بیان، جذبہ و تخیل، صنائع و بدائع، تصویریت کے حُسن، منظر کشی کے جمال، تشبیہات و استعارات، وارفتگی و شینفتگی، لسانیاتی تحمل، تراکیب، امجری، پیکر تراشی، قرآنیات و احادیث کے رچاؤ کا ایک حسین و جمیل نگار خانہ رقصاں ہے۔ اس قصیدے میں واقعہ معراج و اسرا کو حضور محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی نے جس سلیس اور شگفتہ پیرایہ بیان میں پیش کیا ہے وہ اپنے آپ میں ایک جداگانہ طرز رکھتا ہے۔ بڑے ہی سہل اور آسان انداز

میں آپ نے شبِ اسرا کے دوہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے اس اہم گوشے کو ”قصیدہ معراج“ میں اجاگر کیا ہے۔ فنی اعتبار سے اس قصیدے کا مقام بڑا بلند و بالا ہے۔ حضرت محسن کا کوروی اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے قصائد کے ساتھ ساتھ حضرت سید محمد اشرفی کچھوچھوی کے اس قصیدے کو نعتیہ قصیدہ نگاری میں یقیناً بڑی و قدر منزلت سے دیکھا جانا چاہیے۔

سید اشعراء سید محمد اشرفی کچھوچھوی کے اس شاہ کار قصیدے میں تشبیہات و استعارات کے رنگ رنگ جلوے بکھیرتے ہوئے جہاں آپ نے نت نئی اور نادر تشبیہات و استعارات سے اس قصیدے کو آراستہ کر کے شعری وقتی محاسن کے لحاظ سے جدت و جدیدیت آئینہ دار بنایا ہے، وہیں براق کی شانِ رفتار کو لفٹ، تار، ٹیلی فون اور ریڈیو کی صدا سے جو تشبیہ دی ہے وہ مجھ ایسے مذہب اور ادب کے ادنیٰ طالب علم کو ذرا عجیب و غریب سا محسوس ہوتا ہے، آپ بھی اُن اشعار کو دیکھیں۔

براق اس شان سے جاتا ہے اوپر کہ جیسے لفٹ چھت پر چڑھ رہا ہے
ہے جاتا تار و ٹیلی فون جیسے رواں جیسے کہ ریڈیو کی صدا ہے
حضور محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی کے اس ”قصیدہ معراجیہ“ کا مکمل تجزیہ کرتے ہوئے معروف علمی شخصیت ڈاکٹر عبدالجبار (سابق پروفیسر و صدر شعبہ اردو عثمانیہ یونیورسٹی، حیدرآباد) اپنے ایک مضمون ”محدث کچھوچھوی کے منظوم معراج نامہ کی امتیازی خصوصیات“ میں یوں رقم ہیں:

”معراج نامے کی یہ خصوصیت ہے کہ اس شعری اظہار کے توسط سے حضرت علامہ نے جہاں منظر نگاری کو جگہ دی ہے وہیں ہر مصرعہ کو خیال کی بلندی تک پہنچا دیا ہے۔ چنانچہ ”معراج نامہ“ کی تشبیہی اول ”نیچرل سیری“ پر مرکوز ہے۔ جس کے توسط سے مسلسل پینٹڈ اشعار حضرت علامہ نے فطری منظر کو پیش کرتے ہوئے جہاں موج صبا، بادِ بہاری، امیر کرم اور بزمِ ہستی کا ذکر کیا ہے وہیں گل ہائے رنگیں، فرازِ کوہ، شب کے ستاروں اور سیاہی کے علاوہ حرم، حجرے، پھول اور مستی کے حوالے سے ایسی دل فریب منظر کشی کی ہے کہ جس کو پڑھ کر تحسین کے ساتھ ساتھ شاعر کی زبان و بیان اور شعرِ مہذب پر دسترس کا ثبوت فراہم ہوتا ہے۔ جہاں تشبیہی اول کو فطری منظر نگاری سے وابستہ

کیا گیا ہے وہیں شاعر کے فن کا کمال ہے کہ اس نے علمی بصیرت اور فکری فضیلت کو کام میں لاتے ہوئے ”معراج نامہ“ کی تشبیہ دوم کو تاریخی علمی پس منظر میں نمایاں کیا ہے۔ تشبیہ کے اس دوسرے حصے میں بھی تاریخی واقعات اور علمی احساسات کو بیان کرنے کے دوران جہاں شعری حُسن اپنے جلوے دکھاتا ہے وہیں واقعات کی پیش کشی مرحلہ وار شعری حُسن میں ڈھل کر یہ ثابت کرتی ہے کہ شاعر نے منظوم پیش کشی کے دوران حُسن کا رانہ دلائل اور فن کا رانہ اظہار کے ذریعہ شاعری کو کرامت کے درجہ میں داخل کر دیا ہے۔ تشبیہ دوم کے زیادہ تر اشعار میں پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی معراج کی روانگی سے لے کر واپسی تک کے احوال کی ایسی تصویر کشی کی گئی ہے کہ ہر شعر پر دل کی گہرائیوں سے داد و تحسین کے نعرے بلند ہوتے ہیں۔“

سید الشعراء حضور محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی کے گونا گوں شعری وقتی محاسن سے آراستہ دل آویز ”قصیدہ معراج“ کا بالاستیعاب مطالعہ اس خیال کو تقویت پہنچاتا ہے کہ ”واقعات کی پیش کشی مرحلہ وار شعری حُسن میں ڈھل کر یہ ثابت کرتی ہے کہ شاعر نے منظوم پیش کشی کے دوران حُسن کا رانہ دلائل اور فن کا رانہ اظہار کے ذریعہ شاعری کو کرامت کے درجہ میں داخل کر دیا ہے۔“ آپ کی شعری وقتی ریاضت، جذبہ تخیل کی بلندی، علم و فضل کی گہرائی و گیرائی، تاریخ و سیرت کے گہرے مطالعہ، تہذیب و اخلاق سے واقفیت اور زبان و بیان پر استادانہ مہارت و قدرت نے اس قصیدے کو ہر اعتبار سے دو آتشہ بنا دیا ہے جو ہر اعتبار سے لائق تحسین و آفرین ہے۔ واقعہ معراج کے رموز و اسرار کو سہل ممتنع کا آئینہ دار بناتے ہوئے جن نادر تشبیہات و استعارات کا برملا استعمال کیا ہے وہ عام قاری کو بھی بوجھل محسوس نہیں ہوتا۔ قصیدے کا ایک ایک شعر شب معراج کا خوب صورت عکس ابھارتے ہوئے پیرایہ بیان کی مٹھاس، الفاظ و تراکیب کی ندرت، تصویریت کے حسین تصورات، پیکریت اور امیجری کی نادرہ کاری کے نت نئے تازہ کارگل بوئے کھلاتا ہے۔ اس قصیدے کی ان ہی خصوصیات کے مد نظر اسے جدت و ندرت کا ایک دل کش نمونہ قرار دینا غیر مناسب نہ ہوگا۔

ڈاکٹر فرحت علی صدیقی مرحوم و مغفور نے حضور محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی کے ”قصیدہ معراج“ کا جدید ہیئت اور فنی لحاظ سے جائزہ لیتے ہوئے اپنے مضمون ”حضرت سید محمد کچھوچھوی کا قصیدہ معراج، مشمولہ: جہان نعت جنوری تا جون ۲۰۱۵ء میں درج ذیل خصوصیات

اور محاسن کو بیان کیا ہے:

”اول: یہ قصیدہ اپنی ہیئت میں نظم، قصیدہ اور غزل جیسی خصوصیات کا مجموعہ معلوم ہوتا ہے۔
دوم: یہ کہ اس کی طبع آزمائی طرحی مصرعہ پر ہوئی ہے جب کہ اردو قصیدوں میں ایسی روایت عموماً مستعمل نہیں۔

سوم: یہ کہ سید محمد کچھوچھوی کا یہ پورا قصیدہ قافیہ ردیف سے آراستہ اور فنی خوبیوں سے سجا ہوا ہے اس کے برخلاف دیگر قصیدے صرف قافیہ کی پابندی سے موزوں کیے گئے ہیں۔

چہارم: یہ کہ اردو ادب کا شہ کار قصیدہ ”المدح المرسلین ﷺ“ کی تشبیہ کی ابتدا شرک یا کفرستان سے ہوئی ہے جب کہ سید محمد کچھوچھوی کے ”قصیدہ معراج“ کی ابتدا عربستان سے کی گئی ہے۔

پنجم: یہ کہ محسن کا کوروی نے ذات رسالت مآب ﷺ کو مرکز بنا کر قصیدہ نظم کیا ہے۔ برخلاف اس کے سید کچھوچھوی نے واقعہ معراج کے حوالے سے صفات و عظمت نبوی ﷺ کو کلام کا محور بنایا ہے۔

ششم: یہ کہ دیگر قصیدوں کی بہ نسبت ”معراج نامہ“ میں نادر تشبیہات و استعارات کو بروئے کار لایا گیا ہے۔ غرض ایسی بہت سی خوبیاں اور بھی ہیں جو محققین و ناقدین شعر و سخن اگر اس طرف توجہ فرمائیں تو ان کا قلم آپ کے اس قصیدہ کو دوسرے قصیدوں سے ممتاز و ممتاز کر سکتا ہے۔

ہفتم: یہ کہ طرحی مصرعہ پر ردیف و قافیہ کی پابندی کے ساتھ ۵۲۷ اشعار پر پھیلا ہوا یہ قصیدہ ”معراج نامہ“ بہ لحاظ ہیئت و نوع اپنی طرز کا ایک منفرد کلام کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے۔ ان ندرتوں سے بلاشبہ قصیدہ نگاری کی شان اور اہمیت میں بھی اضافہ ہوا ہے۔ حضرت سید محمد اشرفی جیلانی علیہ الرحمہ نے سادہ اور سلیس انداز میں واقعہ کی حُسن کاری کو نمایاں کرتے ہوئے شب معراج و اسرا کی روحانی و نورانی کیفیت، شام و سحر کی عکاسی اور منظر نگاری کی مدد سے تاثرات کی ایک ایسی فضا قائم کی ہے جس سے حقیقت معراج کا بیان شاعری کی معراج تک پہنچ گیا ہے۔“

حقیقت معراج کا بیان شاعری کی معراج تک پہنچانے والے سید الشعراء محدث اعظم ہند سید محمد اشرفی کچھوچھوی نور اللہ مرقدہ کا شاعری کو کرامت کے درجے میں داخل کرنے والا یہ خوب صورت اور دل آویز ”قصیدہ معراج“ مختلف النوع شعری محاسن سے سجا سنورا اپنی نوعیت کی ایک

منفرد ”قصیدہ نماظم“ یقیناً مطالعہ کے لائق ہے۔ اہل نقد و نظر اور ارباب شعر و ادب کو چاہیے کہ اپنے طرز و انداز کے لحاظ سے جدت و ندرت کے آئینہ دار اس قصیدے کو اپنی نقد و نظر کا محور بنا کر اس کے محاسن کو دنیا کے ادب میں پیش کریں۔ میں اس قصیدے کی اشاعت کرنے پر محب گرامی جناب غلام ربانی فدا صاحب کو ہدیہ تبریک و تحسین پیش کرتے ہوئے اپنے مضمون کا اختتام حضرت ڈاکٹر فرحت علی صدیقی مرحوم و مغفور کے ان جملوں پر کرتا ہوں: ”معراج نامہ ایک ’قصیدہ نماظم‘ ہے جس میں ایک جانب تو مثنوی کے تسلسل کو تجربے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے تو دوسری طرف قصیدہ کے دوسرے جز یعنی گریز سے اجتناب برتتے ہوئے ایک ایسی شعری ہیئت کو تجربے کے توسط سے استعمال کیا ہے جس میں قصیدے کے تشبیہ میں پیش ہونے والی بے راہ روی کا کوئی دخل نہیں۔۔۔۔۔ عام طور پر اردو کے شاعروں نے ہیئت کے تجربوں اور اصناف کی تبدیلیوں کے دوران دو اصناف کو ملا کر ایک نئی صنف کی بنیاد رکھی جیسے قصیدہ نماظم، قصیدہ نما مثنوی، یا پھر نثری نظم وغیرہ لیکن حضرت سید محمد کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ کی خوبی یہ ہے کہ انھوں نے مثنوی، قصیدہ اور نظم کے انداز کو ایک شعری رویے میں پیش کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ نہ صرف ”معراج نامہ“ کی تخلیق انجام دے رہے ہیں بلکہ تین شعری ہیئتوں کے خوب صورت سنگم کے ذریعہ ایسا کامیاب تجربہ انجام دیئے ہیں جس سے ہر قسم کی شعری ہیئت ان کے سوچ کا محور بن جاتی ہے۔ اس طرح طویل نظم ”معراج نامہ“ بیک وقت قصیدہ اور مثنوی کی روایتوں کو ساتھ لے کر حضرت علامہ کچھوچھوی کی شعری تخلیق تجربے کی ایک ایسی دلیل بن جاتی ہے جس کے بانی اور روایت گزار حضرت سید محمد اشرفی جیلانی کچھوچھوی ہی قرار پائے ہیں۔“

(ڈاکٹر) محمد حسین مشاہد رضوی

سروے نمبر ۳۹ پلاٹ نمبر ۱۴/۱۴ نیا اسلام پورہ، مالنگاؤں (ناسک)

۲۲ شوال المکرم ۱۴۳۶ھ / ۸ اگست ۲۰۱۵ء بروز سنچر